شبِ عاشور

مرثیہ مصائبِ شبِ عاشور

(۴۰ بند۔ ۱۹۷۴ء)

❖

www.emarsiya.com

شبِ عاشور

انسان خالقِ دوجہاں کا کمال ہے ۔۔۔ انسان شاہدِ نگہِ ذوالجلال ہے
ہر لحظہ زندگی کے لئے خود مثال ہے ۔۔۔ مستقبلِ حیات کا انسان حال ہے
رُوحِ حیات فن کی جبیں چومنے لگی
تصویر وہ بنی کہ فضا جھومنے لگی

خلقت میں عقل و فہم کا جوہر ہوا نصیب ۔۔۔ طینت میں عبدیت کا مقدر ہوا نصیب
سیرت میں نیکیوں کا سمندر ہوا نصیب ۔۔۔ فطرت میں سوزِ قلبِ پیمبر ہوا نصیب
اندازِ اہتمام عبادت عطا ہوا
سجدوں کی آب وتاب سے زین العباؑ ہوا

اس کی اَدا کو حُسنِ وفا نے کیا پسند ۔۔۔ اس کے لبوں کو لطفِ دُعا نے کیا پسند
سینے کو اس کے صدق و صفا نے کیا پسند ۔۔۔ خود اس کی بندگی کو خدا نے کیا پسند
سہرا اسی کے سر پہ بندھا امتیاز کا
سیکھا ملک نے اس سے سلیقہ نماز کا

تخلیق تھی حسیں تو حسیں زندگی ملی ۔۔۔ ذوقِ سخن ملا، روشِ آگہی ملی
کیا کیا دل و نظر کے لئے روشنی ملی ۔۔۔ مخلوق ہو کے خلق کی صنعت گری ملی
انساں تمام واقفِ اسرار ہو گیا
خالق کے اعتبار کا معیار ہو گیا

www.emarsiya.com

قدرت کا شاہکار ہے انسان کا وجود　　محبوبِ حق مرقعِ گلزارِ ہست و بود
آراستہ اسی سے ہوئی محفلِ سجود　　حد ہو گئی خدا نے بھی اس پر پڑھا دُرود
ہر طرح مظہرِ کرمِ کارساز ہے
صنعت وہ لاجواب کہ صانع کو ناز ہے

انساں انیسِ عشق، وفاؤں کی انتہا　　انساں دبیرِ فکر، عبادت کا مدعا
انساں رئیسِ قدس کی ناز آفریں صدا　　انساں عروجِ ذکرِ خدا شاہِ لافتا
اتنا ہوا غریق خدا کی صفات میں
جو کہہ دیا وہ ہو کے رہا کائنات میں

انسان کے لئے، یہ فلک یہ زمیں بنی　　اس کا جمال دیکھ کے خلدِ بریں بنی
پھیلا جو اس کا حسن تو فطرت حسیں بنی　　ٹھہرا یہ جس مقام پہ منزل وہیں بنی
خوشبو لئے بڑھا جو اثر اس کی بات کا
نکھرا جمال گل کدۂ کائنات کا

انساں حقیقتوں کی ضیا، شاہکارِ حُسن　　کیفِ دوام، نورِ ازل، تاجدارِ حُسن
رنگینیٔ شبابِ دو عالم بہارِ حُسن　　قائم اسی کے دم سے ہوا اعتبارِ حُسن
راہِ نظر سنور گئی انساں کی راہ سے
جلوؤں کو آنکھ مل گئی اس کی نگاہ سے

انسان کائنات کی وسعت سے باخبر　　انسان ذکر و فکر کی عظمت سے باخبر
انسان قدسیوں کی حقیقت سے باخبر　　انسان اپنے عزم کی قوّت سے باخبر
قدرت اُدھر ہوئی اس کے ارادے جدھر کے ہوں
اُنگلی کے اک اشارے سے ٹکڑے قمر کے ہوں

www.emarsiya.com

انسان عہد ساز ہے، انسان بُت شکن　　انسان گل سرشت ہے، انسان گل بدن
انسان لاَ الہ کے چہرے کا بانکپن　　انسان ایک رُوح ہے، انسان پنج تن
فخر اس کے رکھ رکھاؤ پہ اہلِ فلک کریں
اس کا جمال دیکھ کے سجدے ملک کریں

انسان حرف وصوت ہے، انسان رنگ و بو　　انسان خود نماز ہے، انسان خود وضو
تمکینِ ناز، عشق کی ڈھارس، وفا کی خو　　ظاہر میں اک مقام تو باطن میں چار سُو
اجساد مختلف ہیں مگر جان ایک ہے
چالیس گھر قیام ہے مہمان ایک ہے

اس شان کا بشر ہو تو جنت ہے کائنات　　اس شان کا بشر ہو تو پرنور ہے حیات
اس شان کا بشر ہو تو روشن ہیں شش جہات　　اس شان کا بشر ہو تو ہر شب، شب برات
بے شک یہی دوا ہے غمِ روزگار کی
قبضے میں جس کے نبض ہو لیل ونہار کی

دنیا میں آفتابِ نظر ہے یہی بشر　　شام آشنا فضا کی سحر ہے یہی بشر
پیغمبرؐ خدا کی سپر ہے یہی بشر　　قرآن بھی ادھر ہے، جدھر ہے یہی بشر
جھکنے نہ دی جبینِ سیادت اُصول کی
آواز بن گیا جو زبانِ رسولؐ کی

فطرت کی ہر ادا کا مقدر اسی کی ذات　　وحدت کے ہر اصول کا پیکر اسی کی ذات
ہر اِک نبیؐ کی فکر کا جوہر اسی کی ذات　　نورِ ازل کی طرح منور اسی کی ذات
اس میں یقیں کو اذن ہے اوہام کو نہیں
سجدہ یہاں خدا کو ہے اصنام کو نہیں

www.emarsiya.com

جس کا خیال حُسنِ چمن زارِ زندگی　　　جس کی نگاہ پشتۂ دیوارِ زندگی
جس کی حیات مرکزِ آثارِ زندگی　　　ہر سانس جس کی قافلہ سالارِ زندگی
اترے اگر نظر سے روش ما و طین کی
اک آن میں بدل دے طنابیں زمین کی

انسانیت بلند ہے اس کے وجود سے　　　سجدہ میں کائنات ہے اس کے سجود سے
اعلیٰ اسی کا نام ہے نام و نمود سے　　　دنیا نکل سکے گی نہ اس کی حدود سے
یہ ناخدا ہے کشتیِ انساں کے واسطے
قرآن آ گیا اسی عنواں کے واسطے

جہلِ قیاس اس کی حقیقت سے سرنگوں　　　مغلوب اس کی عقل سے اوہام کا فسوں
دنیا کا فہم اس کی نگاہوں میں ہے زبوں　　　یہ حکم دے تو مردہ بدن میں رواں ہو خوں
سورج کو مہر لفظ و بیاں کا نگیں کرے
کس کی مجال حکم پہ اس کے نہیں کرے

ایسا نظام جس میں کہیں کہنگی نہیں　　　ایسا اصول، راہ میں جس کی کجی نہیں
ایسا نصاب جس میں تغیر کوئی نہیں　　　ایسی حیات جس کو کبھی موت ہی نہیں
اس کی کوئی مثال نہ اس کا جواب ہے
ساکن یہ عرش کا ہے لقب بوترابؑ ہے

ابنِ ابوترابؑ حسینؑ خجستہ خو　　　عمرانؑ کا وقار محمدؐ کی آبرو
جس کی رگوں میں مادرِ تطہیر کا لہو　　　شبرؑ کی طرح محسنِ آفاق صلح جو
رستہ دکھا کے اہلِ جہاں کو نجات کا
چھینا ہے جس نے موت سے جادہ حیات کا

www.emarsiya.com

مفہومِ صبر و شکر کو جس نے زبان دی		آزادیٔ خیال کو جس نے امان دی
نرغے میں اہلِ کفر کے جس نے اذان دی		جس نے چمن کے واسطے صحرا میں جان دی
جھومر لہو کا دے کے جبینِ ممات کو
جس نے دلھن کی طرح سنوارا حیات کو

جس کی نگاہ تا بہ ابد مشکلوں کا حل		جس کی ہر ایک سانس عبادت کا ماحصل
جس کی نظر اُٹھی تو گرے جبر کے محل		آیات کے حصار میں جس کا ہر اک عمل
ٹکرا کے خود کو وقت کے جھوٹے وقار سے
جس نے جلال چھین لیا اقتدار سے

تہذیب کو شعور ملا جس کی ذات سے		ایمان کو سرور ملا جس کی ذات سے
انسانیت کو نُور ملا جس کی ذات سے		ذروں کو عرشِ طور ملا جس کی ذات سے
جمہور کو صحیفۂ جمہور دے دیا
آفاق کو حیات کا دستور دے دیا

جو وسعتِ نظر کے لئے مستقل بھرم		جو شرعِ انبیاءؑ کے لئے پرچمِ حشم
جو مقتلِ وجود میں توحید کا علم		جو اختیارِ دستِ مشیّت قدم قدم
چوما جسے رسولؐ کے ناز و نیاز نے
قرآن کو بچا لیا جس کی نماز نے

آنکھوں کو حُسن، حُسنِ نظر کو اثر دیا		جس نے نگاہِ قلب کو حُسنِ نظر دیا
جس نے ابوالبشر کی زمیں کو بشر دیا		انسانیت کے درد کو جس نے جگر دیا
چھالے پڑے نہ شرعِ محمدؐ کے پاؤں میں
پالا ہے جس نے دینِ خدا اپنی چھاؤں میں

www.emarsiya.com

زندہ ہے آج ماہِ محرم دہم کی رات ۔۔۔ صدیوں کے آبشار پہ قائم ہے جس کی بات
احساسِ امتحاں میں شہادت سے التفات ۔۔۔ ہنستی ہوئی بمات تڑپتی ہوئی حیات
خوشیاں تمام لمحۂ آفات کے لئے
جیسے کہ دن بنے ہوں اسی رات کے لئے

یہ رات التفاتِ خداوند کی امیں ۔۔۔ یہ رات بزمِ قدس کے منظر سے بھی حسیں
اس کا جواب ہو شبِ اسریٰ نہیں نہیں ۔۔۔ یہ رات اصلِ شرع تو یہ رات اصلِ دیں
چھایا ہوا تھا حُسنِ دو عالم یقین پر
کچھ آسماں پہ، کچھ تھے ستارے زمین پر

سجدے ہوئے زمینِ وفا ہو گئی بلند ۔۔۔ گل ہو گیا چراغ، بڑھی روشنی دوچند
نیزوں کو تول تول کے بےخوف و بےگزند ۔۔۔ تاریخ کر رہے تھے مُرتّب نیاز مند
فطرت کو اس طرح کے نہ پیارے ملیں گے اب
مہتاب کو نہ ایسے ستارے ملیں گے اب

یہ رات اہلِ بیتؑ کی حکمت کا انتخاب ۔۔۔ قرآں صفت، عمل کی مدوّن ہوئی کتاب
دنیا کے ہر سوال کا لکھا گیا جواب ۔۔۔ معلوم ہو گیا شبِ عاشور کا خطاب
شوقِ دُعا نہ ذوقِ عبادت سے پوچھیئے
اس رات کا سکوں شبِ ہجرت سے پوچھیئے

سجدوں کے ذوق وشوق کی تکمیل ہے یہ رات ۔۔۔ معراجِ ذکر و فکر کی قندیل ہے یہ رات
قرآن ہے، زُبور ہے، انجیل ہے یہ رات ۔۔۔ اک مطمئن دماغ کی تخئیل ہے یہ رات
نورِ بقا ہے شمس کی ضو بدر کے لئے
یہ رات آبرو ہے شبِ قدر کے لئے

www.emarsiya.com

یہ رات صبحِ اہلِ نظر عبد کا سرور
یہ رات زاہدوں کا شرف زہد کا شعور
یہ رات خیمۂ ابدی دین کا غرور
یہ رات اس جہاں کی سحر، عاقبت کا نور
خوشنودیٔ خدا کے قبالے اسی میں ہیں
عاشور کی سحر کے اُجالے اسی میں ہیں

یہ رات آبروئے وفا حریت کی لاج
یہ رات ہے زمیں پہ مگر آسماں مزاج
تہذیبِ آشتی نے اسی کو دیا خراج
سجدے ہوئے اسی میں بہ عنوانِ احتجاج
تا روزِ حشر غالبِ ماضی و حال ہے
اس رات کی جبیں میں حسینؑ جمال ہے

آئی اسی سے چہرۂ طاعت پہ آب و تاب
بخشی اسی نے ہمت و ایثار کی کتاب
چمکا اسی میں صبر و قناعت کا ماہتاب
اب تک لئے ہوئے ہے شہادت کا آفتاب
یہ رات اب ہے بنتِ نبیؐ کی دعاؤں میں
زندہ رہے گی چادرِ زینبؑ کی چھاؤں میں

اس رات میں سخا بھی، عطا بھی، کرم بھی ہے
مظلومیت کا درد بھی، جاہ و حشم بھی ہے
ہر وقت سعیِ صلح بھی، لڑنے کا دم بھی ہے
انجام کی خوشی بھی، سکینہؑ کا غم بھی ہے
اس کے جلو میں راحت و غم پاس پاس ہیں
سجدے حیات بار ہیں، خیمے اُداس ہیں

سوئے فلک جو سبطِ پیمبرؐ کی ہے نظر
غم سے دھواں دھواں ہے ستاروں کی رہ گزر
ہے داغ داغ رنج و الم سے دلِ قمر
عریاں ہے کربلا کی طرح کہکشاں کا سر
پھرتے ہیں سب عواملِ شب بدحواس سے
شبنم کے ہونٹ خشک ہیں اصغرؑ کی پیاس سے

www.emarsiya.com

کانوں میں آ رہی ہے مسلسل یہی صدا میرا حسینؑ، میری تمنا، مری دُعا
جلتی ہوئی حیات کی زد پر ہے ماما یہ میری گود اور یہ آغوشِ کربلا
ڈر ہے نہ آئے غیظ کہیں بوترابؑ کو
گھیرا ہے بادلوں نے مرے ماہتاب کو

یہ زرد زرد ہونٹ یہ چہرے پہ غم کی دُھول آنکھیں اُداس رنج و الم سے جگر ملول
کلیوں کی پیاس دیکھ کے مرجھا رہا ہے پھول پھر کفر کے حصار میں ہے نائبِ رسولؐ
کچھ میری بے بسی کی طرف التفات کر
زینبؑ مری طرح مرے بچے سے بات کر

زینبؑ مرے ریاض کا حاصل حسینؑ ہے زینبؑ مرے قرار کی منزل حسینؑ ہے
زینبؑ مرے وقار کا حامل حسینؑ ہے زینبؑ تجھے خبر ہے مرا دل حسینؑ ہے
زینبؑ ذرا سی بے خبری بھی روا نہیں
ٹوٹا یہ آئینہ تو کوئی دوسرا نہیں

بیٹی یہ امتحان ہے لغزش کوئی نہ ہو شکوے کا گفتگو میں کوئی لفظ بھی نہ ہو
بھائی کی دیکھ بھال میں کوئی کمی نہ ہو مجھ کو علیؑ کے سامنے شرمندگی نہ ہو
معلوم ہو بتولؑ نقابِ وفا میں ہے
دُنیا کہے حسینؑ کی ماں کربلا میں ہے

یہ مصطفیٰؐ کی آلؑ پہ مجبوریٔ حیات یہ خشک خشک جھومتی کلیاں لبِ فرات
یہ خاکِ کربلا کا بچھونا یہ غم کی رات تپتی ہوئی زمیں پہ محمدؐ کی کائنات
دیکھوں خیام کو کہ حسینؑ سپاہ کو
بیٹھوں یہاں کہ صاف کروں قتل گاہ کو

اس رات نے بڑھا دیا میرے جگر کا درد کیسے نظر اٹھاؤں کہ بچوں کے رُخ ہیں زرد
عابدؑ کے واسطے نہ دوا ہے نہ آب سرد اوڑھے ہوئے ابھی سے ہے زینبؑ ردائے گرد
ٹوٹے دلوں کو آس کا مرہم نہ دے سکی
یہ رات چند پھولوں کو شبنم نہ دے سکی

www.emarsiya.com